"طبقات الصوفیہ"

آصفیہ لائبریری حیدر آباد کا ایک عربی مخطوطہ

جناب عبد الرشید صاحب، صدر شعبۂ عربی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

چند سال پہلے مجھے حیدر آباد جانے کا موقع ملا۔ آصفیہ لائبریری میں ایک مخطوطہ پر میری نگاہ پڑی، یہ مخطوطہ ناقص الاول ہے، مجموعی اوراق ۲۲۴ ہیں۔ ۸۷ھ میں اس کی کتابت کی گئی ہے۔ صوفیاء اور مشائخ کے تراجم و اقوال پر مشتمل ہے۔ اس ناقص الاول کتاب کی ابتداء مشہور صوفی بشر الحافی کے تذکرہ میں اس عبارت سے ہوتی ہے "فاشتری خبزاً" الخ۔ پوری کتاب حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب ہے۔ مؤلف نے پہلے صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے پھر ہر تذکرہ کے ضمن میں اس شیخ سے متعلق تبعین اور مریدین کا تذکرہ کیا ہے۔ کتاب ایک خاتمہ پر ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد ۳۰ اوراق پر مشتمل ایک ذیل تحریر کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں نہ مصنف کا نام کہیں مذکور ہے اور نہ کتاب کا۔ مگر یہ کتاب چونکہ صوفیاء اور مشائخ کے حالات پر مشتمل ہے اس لئے کتاب کا اصل نام چاہے جو بھی ہو "طبقات الصوفیاء" یا "طبقات الاولیاء" کے نام سے موسوم کرنا قرین قیاس ہے۔

"الفہرست المشروح للکتب الخطیة النفیسة" کے نام سے قادری مدینہ میں آصفیہ لائبریری کی ایک تفصیلی فہرست ہے۔ اس فہرست کے مرتب نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ابوالعباس احمد بن محمد السوسی متوفی سنہ ۳۹۶ھ کی تالیف ہے، اور ذیل کے مؤلف کا نام غیر معلوم ہے، مگر مؤلف ذیل نے اپنے خطبہ میں تحریر کیا ہے کہ وہ اس حصہ میں اپنے یمنی شیوخ کا تذکرہ کریں گے۔

مرتب فہرست کی اس تحریر سے مخطوطہ کے متعلق تین باتوں کا انکشاف ہوتا ہے:

۱۔ اصل کتاب کے مؤلف چوتھی صدی کے ایک شیخ ابوالعباس احمد بن محمد السوسی متوفی سنہ ۳۹۶ھ ہیں۔

۲۔ ذیل کے مؤلف کا نام غیر معلوم ہے اور اس کے مولف اور اصل کتاب کے مولف دونوں دو آدمی ہیں۔

۳۔ ذیل میں اس کے مؤلف نے اپنے یمنی شیوخ کے حالات درج کئے ہیں۔

مرتب مذکور نے اپنے پہلے دعویٰ کی تائید میں کشف الظنون کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ حاجی خلیفہ نے "طبقات الصوفیار" کے ضمن میں لکھا ہے کہ ابوالعباس احمد بن محمد سوسی متوفی سنہ ۳۹۶ھ کی بھی ایک "طبقات الصوفیار" ہے۔ کشف الظنون دیکھنے پر معلوم ہوا کہ شیخ ابوالعباس سوسی نے بھی اس فن میں ایک کتاب تصنیف کی ہے مگر حاجی خلیفہ نے شیخ سوسی کی کتاب کی خصوصیت کے بارے میں ایک بات بھی تحریر نہیں کی ہے جس سے اس بات کا شک بھی ہوسکے کہ زیر بحث مخطوطہ شیخ سوسی کی تالیف ہوسکتی ہے۔

اس سے پہلے کہ مؤلف کے نام کی تحقیق وتفتیش کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل کے خطبہ کی تھوڑی سی عبارت آپ کے سامنے آجائے جس سے

رتیب فہرست کے وزن وغیرہ کے متعلق آپ اپنی رائے قائم کرسکیں:

"واذا فرغنا من هذه الخاتمة الذی [التی] عقدناها يمينه فلنذيل عليها بسادات أدركهم نبلغناهم باليمن حشرنا الله فسلكهم ولا أخرجنا من عقدهم۔"

اس عبارت سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱۔ اصل کتاب اور ذیل کے مؤلف ایک ہیں نہ کہ دو۔

۲۔ مصنف نے ذیل میں اپنے ان مشائخ کا تذکرہ لکھا ہے جن کے زمانہ کو انھوں نے پایا اور تبرک وتیمن کے طور پر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، "الیمن" بضم الیاء. اس لئے پڑھنا ضروری ہے کہ ذیل میں شیخ دمیری قاہری اور دوسرے مصری شیوخ کا تذکرہ موجود ہے۔

اصل کتاب اور ذیل دونوں کے کاتب ایک ہیں۔ اب ذیل میں کاتب صاحب کا ترقیمہ بھی دیکھتے چلئے:

"وافق الفراغ سنه سنة ۷۸۰ھ، ابقى الله للمسلمين مولفه"

اس کتاب کی کتابت سے ۷۸۰ھ میں فراغت ہوئی۔ اللہ اس کے مؤلف کو مسلمانوں کے لئے باقی رکھے۔

اس عبارت سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ مؤلف (ذیل اور مؤلف کتاب) ۷۸۰ھ میں بقید حیات تھے۔ اس لئے شیخ ابو العباس احمد بن محمد سوسی متوفی ۳۹۶ھ کے مؤلف کیسے ہوسکتے ہیں۔

مزید یہاں اصل کتاب میں بعض ایسے مشائخ کا تذکرہ ملتا ہے جن کی وفات ساتویں اور آٹھویں صدی میں ہوئی ہے اور کتاب الذیل میں شیخ محمد بن کریم الدمیری کا تذکرہ ملتا ہے جن کی وفات ۷۵۸ھ میں ہوئی ہے اور یہ قاہرہ کے مضافات میں

امام ہوئے تھے۔ پھر شیخ دمیری کے بعد شیخ شہاب الغزوی کے تذکرہ پر کتاب الدرر ختم ہو جاتی ہے جو کہ کتاب کی تالیف کے زمانہ میں بقید حیات تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب شیخ سیوطی کی تالیف کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ وہ دلائل کسی اور پہلو سے آپ کے سامنے آجائیں گے۔

اب آئیے اس کتاب کے مؤلف کے بارے میں صحیح اور حتمی فیصلہ کیا جائے جس کی طرف خود اس کتاب کی بعض باتیں رہنمائی کر رہی ہیں۔ "تذکرۃ النوادر" کے مؤلف نے تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب شیخ ابو حفص سراج الدین عمر بن علی بن عمر الانصاری الشافعی المصری المعروف بابن الملقن (۷۲۳ — ۸۰۴ھ) کی تالیف ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ "معجم المصنفین" کے مصنف کی بھی یہی رائے ہے۔ معلوم نہیں کہ علامہ ٹونکی نے اپنے اس فیصلہ کو کس کتاب میں قلمبند کیا ہے۔ بہرحال ان دونوں اکابر کی رائے سے راقم السطور بھی متفق ہے۔

دلائل پیش کرنے سے پہلے ابن ملقن کے بارے میں چند کلمات کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے ——— ابن ملقن کے والد اندلس کے باشندہ تھے، وہاں سے کوچ کر کے مصر چلے آئے، اور مصر ہی کو اپنا وطن بنا لیا۔ یہ جید عالم تھے، مختلف علوم و فنون میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ علم لغت اور علم نحو کے امام مانے جاتے تھے۔ مصر ہی میں ۷۲۳ھ میں ابن ملقن کی پیدائش ہوئی۔ یہ سال بھر کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ وفات کے بعد اخیافی والدین گئے، اور انہی کی گود میں ابن ملقن کی نشو و نما اور تعلیم و تربیت ہوئی۔ عیسیٰ مغربی جامع طولون میں درس قرآن دیا کرتے تھے اس لئے یہ ابن الملقن کے نام سے مشہور ہو گئے۔

بہرحال بعد میں یہ بہت بڑے صاحب فضل و کمال ہوئے۔ درس و قضاء کے فرائض ایک طویل مدت تک انجام دیتے رہے۔ برقوق کے زمانہ میں [illegible] حالات

کی بنا پر عہدۂ قضاء سے سبکدوش ہو گئے اور ہمہ تن تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہو گئے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ تقریباً تین سو کتابیں تحریر کی ہیں، شاید ہی کوئی فن ایسا ہو جس میں ان کی کوئی تصنیف نہ مل سکے۔ ان کی ایک کتاب "العقد المذہب فی طبقات حملة المذہب" ہے جس کے ایک حصہ کو راقم السطور نے کئی سال پہلے اڈیٹ کیا ہے۔ مقدمہ میں ۷۸ کتابوں کا نام شمار کرایا گیا ہے، جن میں سے بعض کئی کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔ بہت سی کتابیں بانکی پور، پٹنہ، آصفیہ لائبریری اور سعیدیہ لائبریری حیدر آباد میں مخطوطات کی شکل میں محفوظ ہیں۔ تقریباً تیس کتابوں کا نام خود مصنف نے اپنی کتاب "العقد المذہب" میں شمار کرایا ہے۔ ان کتابوں میں "طبقات الصوفیہ" کا نام بھی ملتا ہے۔ دوسرے تذکرہ نگاروں نے بھی ان کی تالیفات میں طبقات الصوفیہ کا ذکر کیا ہے، بعض تذکرہ نگاروں نے طبقات الاولیاء لکھا ہے۔ حاجی خلیفہ نے ایک جگہ طبقات الصوفیہ اور دوسری جگہ طبقات الاولیاء تحریر کیا ہے۔ ممکن ہے کہ دونوں ایک ہی کتاب ہو یا ایک دوسرے کا اختصار یا مطول ہو، جیسا کہ ابن ملقن کی عادت رہی ہے کہ پہلے مطول کتاب تحریر کرتے ہیں پھر اس کا اختصار کرتے ہیں پھر اس کا خلاصہ تیار کرتے ہیں، اور کبھی پہلے مختصر کتاب تحریر کرتے ہیں پھر مطول تیار کرتے ہیں۔

ابن ملقن کے بہت سے شیوخ ہیں جن سے مختلف علوم و فنون میں تعلیم حاصل کی ہے۔ راقم السطور بہت تفصیل سے العقد المذہب کے مقدمہ میں ان کے شیوخ و تلامذہ کا تذکرہ کیا ہے۔ شیخ قطب الدین عبد الکریم الحلبی متوفی ۷۳۵ھ ان کے محبوب ترین شیوخ میں سے ایک ہیں، جن کی تاریخ مصر کا حوالہ یہ بکثرت اپنی تالیفات میں دیتے ہیں۔

اس تفصیل کے بعد اب آئیے مخطوطہ کا جائزہ لیا جائے جس سے اس کے

مؤلف کا صحیح تعین ہو سکے۔

۱۔ اس کتاب میں بار بار یہ عبارت ملتی ہے: "قال شیخنا قطب الدین الحلبی فی تاریخہ" اور یہ بات مسلم ہے کہ شیخ قطب الدین متوفی ۷۳۵ھ ابوالعباس سوسی کے شیخ نہیں ہو سکتے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ شیخ قطب الدین ابن ملقن کے محبوب ترین شیخ ہیں۔ ابن ملقن نے اپنی کتاب "العقد المذہب" میں کثرت سے ان کی تاریخ مصر کا حوالہ ٹھیک انہی الفاظ میں دیا ہے۔

۲۔ بہت سے تراجم میں مصنف کی یہ عبارت ملتی ہے: "ذکرتہ فی طبقات الفقہاء" اور ہمیں معلوم ہے کہ ابن ملقن کی ایک کتاب "طبقات الفقہاء" پر مشتمل ہے جو کہ العقد المذہب کے نام سے موسوم ہے، بلکہ بودلین لائبریری، آکسفورڈ کے مخطوطہ کے ٹائٹل پیج پر طبقات الفقہاء ہی درج ہے۔

۳۔ شیخ عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ کے ترجمہ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں نے ان کے دونوں بھائیوں کا تذکرہ طبقات الفقہاء میں کیا ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے: "ذکرت أخویہ فی طبقات الفقہاء"۔ طبقات الفقہاء دیکھنے پر معلوم ہوا کہ امام قشیری کے دونوں بھائیوں کے علاوہ ان کے چھ لڑکے اور بعض احفاد کے بھی تذکرے مختلف جگہوں پر موجود ہیں۔

۴۔ کتاب الذیل کے خطبہ کی عبارت سے یہ بات طے پا چکی ہے کہ اصل کتاب ذیل دونوں کے مؤلف ایک ہی شخص ہیں۔ اور ذیل میں شیخ محمد بن کریم دمیری کا تذکرہ ملتا ہے اور یہ قاہرہ کے مضافات میں اقامت پذیر تھے اور ان کی وفات ۷۸۵ھ میں ہوئی ہے، ان کے بعد شیخ شہاب فرموی کے تذکرہ پر ذیل ختم ہو جاتا ہے جو کہ ذیل کی تالیف کے وقت حیات تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کم از کم ذیل کی تالیف ۷۸۵ھ اور ۷۸۷ھ کے درمیانی عرصہ میں ہوئی ہے اور آٹھویں صدی کی

نصف آخر ہی ابن ملقن کی کثرت تالیف کا زمانہ ہے ۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابن ملقن کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ طبقات الفقہاء کی تالیف کی ابتداء ۷۵۳ھ میں ہوئی اور اس کی تکمیل ۷۶۲ھ میں ہوئی، مگر تکمیل کے بعد بھی اس میں حذف و اضافہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پھر بعد میں اس کا بھی کتاب الذیل ابن ملقن نے تیار کیا۔ مکتبہ خلیل العدالمدراسی حیدرآباد میں اس کا قدیم ترین مخطوطہ محفوظ ہے جس کی کتابت ۷۷۵ھ میں کی گئی ہے۔ اس کا ٹائیٹل پیج مؤلف کے قلم سے تحریر کردہ ہے۔ اس نسخہ میں اصل کتاب کے آخری حصہ میں مؤلف نے اپنی تالیفات میں شمار کرایا ہے جن میں طبقات الصوفیاء کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس لئے دونوں کتابوں کے درمیان مطابقت کی چند صورتیں :

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ طبقات الفقہاء اور طبقات الصوفیاء دونوں ایک ساتھ تالیف کی گئیں اور طویل عرصہ کے بعد کتاب الذیل تیار کیا گیا۔ یا دونوں یکے بعد دیگرے تالیف کی گئیں مگر ذیل میں حذف و اضافہ ۸۰۱ھ تک جاری رہا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ طبقات الصوفیاء دوسری کتاب ہے اور زیر بحث کتاب طبقات الاولیاء ہے جیسا کہ کشف الظنون سے پتہ چلتا ہے کہ ابن ملقن کی اس فن میں دو کتابیں ہیں۔ ایک طبقات الصوفیاء اور دوسری طبقات الاولیاء۔ صاحب اعلام خیرالدین زرکلی نے بھی طبقات الاولیاء ہی کا نام ذکر کیا ہے اور ابن ملقن کی عادت بھی یہی ہے کہ ایک فن میں مطول و مختصر کئی کئی باتیں تحریر کرتے ہیں ۔